فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۸۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ، إِنَّ مَثَلَ الْمُصَلِّي الَّذِي لَا يُتِمُّ صَلَاتَهُ كَمَثَلِ حُبْلَى حَمَلَتْ فَلَمَّا دَنَا نِفَاسُهَا أُسْقِطَتْ فَلَا هِيَ ذَاتُ حَمْلٍ، وَلَا هِيَ ذَاتُ وَلَدٍ .

”اے علی! جو نمازی اپنی نماز کو مکمل نہیں کرتا (یعنی اس کے فرائض وواجبات کو مکمل ادا نہیں کرتا) اس کی مثال اس عورت کی طرح ہے، جو حاملہ ہوئی، مگر جب بچے کی پیدائش کا وقت قریب آیا، تو حمل ساقط ہو گیا، اب وہ نہ حاملہ رہی اور نہ بچے کی ماں بنی۔“

(مسند أبي يعلى : 315، أمثال الحديث للرامهرمزي، ص 88، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 4004، 4005، شُعب الإيمان للبيهقي : 3015)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ موسیٰ بن عبیدہ ربذی ”ضعیف و منکر الحدیث“ ہے۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيْفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِيْنَ .

”جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔“

(تفسیر ابن کثیر : 80/5)

❁ علامہ ابناسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(الشَّذَا الفَيَّاح : 508/2)

❁ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(شرح ألفية العِراقي : 142/2)

سوال: جو شخص رات کو وتر ادا نہ کر سکا، وہ کیا کرے؟

جواب: جو طلوع فجر سے پہلے وتر سے سو یا رہ گیا یا بھول گیا، تو وہ طلوع فجر کے بعد جب جاگے یا اسے یاد آئے، تو اسی وقت وتر پڑھ لے۔

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَّامَ عَنْ وِّتْرِهٖ أَوْ نَسِيَهٗ، فَلْيُصَلِّهٖ إِذَا أَصْبَحَ أَوْ ذَكَرَهٗ .

''وتر کے وقت آنکھ نہ کھلے یا وتر پڑھنا بھول جائیں، تو صبح یا جس وقت یاد آئے وتر ادا کر لیں۔''

(سنن أبي داوٗد : 1431، سنن الدّار قطني : 21/2، ح : 1621، المستدرك للحاكم : 302/1، السّنن الكبرٰى للبَيهقي : 480/2، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (302/1) نے ''بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام : 1905)

② سیدنا اغر بن عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا أَتٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِنِّي أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُوتِرْ، فَقَالَ : إِنَّمَا الْوِتْرُ بِاللَّيْلِ، قَالَ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، إِنِّي أَصْبَحْتُ وَلَمْ أُوتِرْ، قَالَ : فَأَوْتِرْ .

''ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اللہ کے نبی! صبح ہو گئی، لیکن میں وتر نہیں پڑھ سکا؟ فرمایا: وتر تو رات کو ادا ہوتا ہے۔ دوبارہ عرض کیا: اللہ کے نبی! صبح ہو گئی، لیکن وتر نہیں پڑھ سکا؟ فرمایا: ابھی پڑھ لیں۔''

(المُعجم الكبير للطَّبَراني :302/1، ح :891، وسندهٗ حسنٌ)

❁ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُهٗ مُوَثَّقُونَ، وَإِنْ كَانَ فِي بَعْضِهِمْ كَلَامٌ لَّا يَضُرُّ .

''امام طبرانی رحمہ اللہ نے معجم کبیر میں یہ روایت نقل کی ہے اور اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا گیا ہے، اگرچہ بعض پر کچھ کلام بھی ہے، جو نقصان دہ نہیں۔''

(مَجمع الزّوائد : 246/2)

③ وبرہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا، صبح تک وتر ادا نہ کر پائے، تو؟ فرمایا:

أَرَأَيْتَ لَوْ نِمْتَ عَنِ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، أَلَيْسَ كُنْتَ تُصَلِّي؟ كَأَنَّهُ يَقُولُ: يُوتِرُ.

''کیا خیال ہے کہ اگر آپ سورج طلوع ہونے تک سوئے رہیں اور فجر ادا نہ کر سکیں، کیا پھر نماز نہیں پڑھیں گے؟ مطلب یہ تھا کہ طلوعِ فجر کے بعد وتر پڑھ سکتے ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 290/2، وسندهٗ صحيحٌ)

④ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اذان فجر کے بعد وتر پڑھنے کے قائل تھے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة: 6764، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے پوچھا: آدمی سو جاتا ہے اور صبح کے وقت اٹھتا ہے، صبح کے بعد وہ ایک رکعت وتر پڑھتا ہے، فرمایا:

لَا أَعْلَمُ بِهٖ بَأْسًا.

''میرے خیال میں کوئی حرج نہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 290/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ امام شعبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے پوچھا، ایک شخص سورج طلوع ہونے تک وتر نہیں پڑھ سکا؟ فرمایا:

أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُّوتِرَ.

''بہتر ہے کہ وتر پڑھ لے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة: 291/2، وسندهٗ صحيحٌ)

⑦ عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

أَوْتَرَ أَبِي، وَقَدْ طَلَعَ الْفَجْرُ .

''والدگرامی نے طلوعِ فجر کے بعد وتر پڑھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 290/2، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ وَلَمْ يُوتِرْ فَلَا وِتْرَ لَهٗ .

''جس نے صبح تک وتر نہ پڑھے، اس کے وتر نہیں۔''

(صحيح ابن حبان : 2408)

سند قتادہ کے عنعنہ کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَمْ أَرَكَ تَصُومُ شَهْرًا مِّنَ الشُّهُورِ مَا تَصُومُ مِنْ شَعْبَانَ، قَالَ : ذٰلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلٰى رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ .

''میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے آپ کو کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا، جتنے ماہِ شعبان میں رکھتے دیکھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ عظیم الشان مہینہ ہے، جس میں (عموماً) لوگ غفلت کرتے ہیں، یہ رجب

اور شعبان کے درمیان ہے، اس مہینے میں اعمال رب العالمین کو پیش کیے جاتے ہیں، لہٰذا میری خواہش ہے کہ جب میرے اعمال پیش ہوں، تو میں روزے سے ہوں۔‘‘

(سنن النّسائي : 2357)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔

اعمال کی پیشی مختلف اوقات میں ہوتی ہے۔

① رات کے عمل کی پیشی دن سے پہلے اور دن کی پیشی رات سے پہلے۔

② پورے ہفتہ کے اعمال کی پیشی سوموار اور جمعرات کے دن۔

③ پورے سال کے اعمال کی پیشی شعبان میں۔

یہ تینوں پیشیوں کا ثبوت احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔

ان میں جمع و توفیق دو طرح ہو سکتی ہے؛

① دن کے اعمال دن میں اور رات کے اعمال رات میں پیش ہوتے ہیں۔ پھر پورے ہفتے کے اعمال سوموار اور جمعرات کو پیش ہوتے ہیں اور پھر پورے سال کے اعمال ماہِ شعبان میں پیش ہوتے ہیں۔

② پہلے دن اور رات کے اعمال تفصیلی طور پر پیش کیے جاتے ہیں، پھر ہفتہ بھر اور سال بھر کے اعمال اجمالی طور پر پیش کیے جاتے ہیں، یا روز کے اعمال اجمالی طور پر پیش کیے جاتے ہیں اور ہفتہ اور سال بھر کے اعمال کو تفصیلی طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم!

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ اُم عبداللہ دوسیہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْجُمُعَةُ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ قَرْيَةٍ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهَا إِلَّا أَرْبَعَةٌ .

''ہر بستی پر جمعہ واجب ہے، اگر چہ اس میں صرف چار افراد ہوں۔''

(سنن الدّارقطني : 1592، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 5616)

جواب: روایت سخت ضعیف ہے۔

① زہری مدلس ہیں۔

② زہری کا سیدہ اُم عبداللہ دوسیہ سے سماع ثابت نہیں۔

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الزُّهْرِيُّ لَا يَصِحُّ سَمَاعُهُ مِنَ الدَّوْسِيَّةِ .

''زہری کا دوسیہ سے سماع ثابت نہیں۔''

(سنن الدّارقطني، تحت الحديث : 1594)

③ معاویہ بن سعید تجیبی ''ضعیف'' ہے۔

④ ابو مطیع معاویہ بن یحییٰ اطرابلسی کی بعض روایات غیر محفوظ ہیں۔

❀ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي بَعْضِ رِوَايَاتِهِ مَا لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ .

''اس کی بعض روایات میں اس کی متابعت نہیں کی گئی۔''

(الكامل في ضعفاء الرِّجال : 143/8)

⑤ بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتا تھا۔

اس سند کے دیگر طرق بھی ہیں۔

❀ سنن دارقطنی (۱۵۹۳) والی سند باطل ہے۔

① ولید بن محمد موقری ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② موسیٰ بن محمد بن عطاء ''متروک'' ہے۔

③ عبیداللہ بن محمد بن خنیس کلاعی ''مجہول الحال'' ہے۔

④ زہری کا اُم عبداللہ دوسیہ سے سماع نہیں۔

❁ سنن دارقطنی (۱۵۹۴) والا طریق بھی باطل ہے۔

① حکم بن عبداللہ بن سعد ''متروک'' ہے۔

② مسلمہ بن علی خشنی ''متروک'' ہے۔

③ زہری کا اُم عبداللہ دوسیہ سے سماع نہیں۔

❁ اس روایت کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''باطل وموضوع'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال : 483/2)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ هٰذَا عَنِ الزُّهْرِيِّ، كُلُّ مَنْ رَوَاهُ عَنْهُ مَتْرُوكٌ .

''زہری سے یہ روایت ثابت نہیں۔ اس روایت کو زہری سے جس نے بھی روایت کیا ہے، وہ متروک ہے۔''

(سنن الدّارقطني، تحت الحديث : 1593)

❁ اس حدیث کو حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(البدر المنير : 598/4)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ وَاهٍ جِدًّا .

''اس کی سند سخت ضعیف ہے۔''

(الدّراية :216/1)

❁ نیز ''منقطع (ضعیف)'' بھی کہا ہے۔

(التّلخيص الحبير : 140/2)

فائدہ:

جمعہ کی فرضیت کے لیے افراد کی تعداد کے متعلق جتنی روایات ہیں، سب کی سب ضعیف ہیں۔

❁ علامہ عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ فِي عَدَدِ الْجُمُعَةِ شَيْءٌ .

''جمعہ کی فرضیت میں افراد کی تعداد کے متعلق کوئی روایت ثابت نہیں۔''

(الأحكام الوسطى : 104/2)

کم سے کم جماعت دو افراد کی ہوتی ہے، لہٰذا جمعہ بھی دو افراد ادا کر سکتے ہیں۔

سوال: کیا دوران خطبہ امام کی طرف منہ کرنا مستحب ہے؟

جواب: خطبہ جمعہ کا ادب یہی ہے کہ دوران خطبہ امام کی طرف رخ ہو، اس سے توجہ امام کی طرف رہے گی اور امام کی گفتگو بہتر طور پر سمجھ آئے گی اور اگر وہ کسی دوسری طرف رخ کرے گا، تو اس کا ذہن منتشر ہو سکتا ہے۔

سوال: خطبہ شروع ہونے کے بعد آنے والا کیا کرے، دو رکعت پڑھے یا اس کے بغیر ہی بیٹھ جائے اور خاموشی سے خطبہ سنے؟

جواب: خطبہ کے دوران آنے والا دو رکعت پڑھ کر ہی بیٹھے۔

① سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، فَجَلَسَ، فَقَالَ لَهٗ : يَا سُلَيْكُ، قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، وَتَجَوَّزْ فِيهِمَا، ثُمَّ قَالَ : إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، وَلْيَتَجَوَّزْ فِيهِمَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ آ کر بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلیک! کھڑے ہو کر دو مختصر رکعت ادا کیجیے۔ پھر فرمایا: جمعہ کے دن خطبہ کے دوران آنے والا دو مختصر رکعت پڑھ کر بیٹھے۔''

(صحيح البخاري : 1166؛ صحيح مسلم : 875، واللّفظ لهٗ)

② عیاض بن عبداللہ بن ابی سرح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ دَخَلَ يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَمَرْوَانُ يَخْطُبُ، فَقَامَ يُصَلِّي، فَجَاءَ الْحَرَسُ لِيُجْلِسُوهُ، فَأَبٰى حَتّٰى صَلّٰى، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَيْنَاهُ، فَقُلْنَا : رَحِمَكَ اللّٰهُ، إِنْ كَادُوا لَيَقَعُوا بِكَ، فَقَالَ : مَا كُنْتُ لِأَتْرُكَهُمَا بَعْدَ شَيْءٍ رَّأَيْتُهٗ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي هَيْئَةٍ بَذَّةٍ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ .

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ کو مسجد میں داخل ہوئے، مروان بن حکم رحمہ اللہ خطبہ دے رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے لگے۔ سپاہی آپ کو بٹھانے کے

لئے آئے، لیکن آپ نے انکار کر دیا اور نماز پڑھتے رہے۔ فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! سپاہی آپ کو نقصان بھی پہنچا سکتے تھے۔ فرمایا: میں ان دو رکعتوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا کہ خطبہ کے دوران ایک آدمی پراگندہ حالت میں داخل ہوا، تو نبی کریم ﷺ نے اسے دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ جو اس نے دوران خطبہ ہی ادا کیں۔''

(سنن التِّرمِذي : 511؛ مسند الحميدي : 2/326-327، السّنن الكبرٰى للبَيهقي : 3/194؛ الأوسط لابن المنذر : 1843، سنن الدارمي : 1593، وسندهٗ صحيحٌ)

اس روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن صحیح'' کہا ہے، جبکہ امام ابن خزیمہ (1830) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (2505) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❀ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (311ھ) فرماتے ہیں:

''سیدنا سلیک رضی اللہ عنہ دو رکعتوں سے فارغ ہوئے، تو نبی کریم ﷺ قیامت تک آنے والے ہر شخص کو حکم دیا کہ دوران خطبہ اگر مسجد میں آئیں تو دو رکعت نماز ادا کریں۔ کسی عالم کے لئے یہ تاویل کرنا جائز نہیں کہ یہ حکم سیدنا سلیک رضی اللہ عنہ کے لئے خاص تھا، کیونکہ وہ خطبہ کے دوران پراگندہ حالت میں داخل ہوئے تھے، نبی کریم ﷺ کے حکم میں عموم ہے کہ جو بھی دوران خطبہ مسجد میں داخل ہو، دو رکعت پڑھے۔ آپ نے یہ حکم اس وقت دیا جب سلیک رضی اللہ عنہ دو رکعت پڑھ چکے تھے۔ نیز اس فرمان کو نبی کریم ﷺ سے بیان کرنے والے صحابی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ قسم اُٹھا کر کہہ رہے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے حکم کے بعد میں یہ دو رکعت نہیں چھوڑ سکتا۔ لہٰذا انہیں سلیک یا پراگندہ حال شخص کے ساتھ

خاص کرنے والا احادیث نبویہ ﷺ کا صریح مخالف ہے، کیونکہ فرمان نبوی:
''دوران خطبہ آنے والا دو رکعت ادا کرے'' سے صرف ایک شخص مراد لینا اور
دوسرے کو خارج کرنا محال ہے، اہل عرب کے ہاں ایک آدمی کے لیے ان
الفاظ کا استعمال ممکن نہیں۔ میں نے ان احادیث کی مختلف سندیں کتاب الجمعہ
میں جمع کر دی ہیں۔''

(صحیح ابن خزیمۃ : 167/3، 168، تحت الحدیث : 1835)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا نَصٌّ لَّا يَتَطَرَّقُ إِلَيْهِ تَأْوِيلٌ، وَّلَا أَظُنُّ عَالِمًا يَّبْلُغُهٗ هٰذَا اللَّفْظُ صَحِيحًا، فَيُخَالِفُهٗ.

''یہ ایسی نص ہے، جس میں تاویل ممکن نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ کسی عالم کو یہ
روایت پہنچ جائے اور وہ اسے صحیح سمجھتا ہو، پھر بھی اس کی مخالفت کرے۔''

(شرح مسلم :287/1)

❁ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (456ھ) فرماتے ہیں:

''یہ صریح اور متواتر احادیث ہیں اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے صحیح ترین
سندوں کے ساتھ مروی ہیں۔ ان سے یقین ہو جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہر
خطبہ کے دوران آنے والے ہر شخص کو دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ سیدنا ابو
سعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ دو رکعتیں نبی ﷺ کے ساتھ اور آپ ﷺ کے بعد
صحابہ کی موجودگی میں ادا فرمائیں۔ کسی نے ان کی مخالفت نہیں کی، صرف
مروان کے سپاہیوں نے دورانِ خطبہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دو رکعت سے

روکنے کی کوشش کی اور باطل قول وفعل کا ارتکاب کیا، بدعت جاری کی، سنت کے خاتمہ اور چراغ حق کوگل کرنے کی مذموم سعی کی۔ کتنے عجیب ہیں وہ لوگ، جوگم راہوں کی پیروی کرتے ہیں اور صحابہ کو چھوڑ دیتے ہیں؟''

(المحلّٰی: 69/5، تحت مسئلة: 531)

تنبیہ:

❀ سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ والی حدیث کی بعض سندوں میں ہے:

ارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، وَلَا تَعُودَنَّ لِمِثْلِ هٰذَا.

''دو رکعت ادا کیجیے اور آئندہ ایسا ہرگز مت کیجیے۔''

(صحیح ابن حبان: 2504، وسندهٗ صحیحٌ)

❀ اس کا معنی بیان کرتے ہوئے امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَعُودَنَّ لِمِثْلِ هٰذَا» أَرَادَ الْإِبْطَاءَ فِي الْمَجِيءِ إِلَى الْجُمُعَةِ، لَا الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ أُمِرَ بِهِمَا.

''فرمان نبوی: ''آئندہ ایسا ہرگز مت کرنا۔'' سے مراد یہ ہے کہ جمعہ کے لیے آنے میں تاخیر مت کیجیے، اس سے یہ مراد نہیں کہ آئندہ وہ دو رکعت مت پڑھنا کہ جن کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے۔''

(صحیح ابن حبان، تحت الحدیث: 2504)

③ ابومجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِذَا جِئْتَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنْ شِئْتَ رَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ، وَإِنْ شِئْتَ جَلَسْتَ.

''جب آپ دورانِ خطبہ آئیں، تو دو رکعت ادا کر لیں، ورنہ بیٹھ جائیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2/111، وسندهٗ صحيحٌ)

ابو مجلز رحمہ اللہ کے قول کا دوسرا حصہ حدیث نبوی کے موافق نہیں، لہٰذا اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ واللہ اعلم!

④ عبداللہ بن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ الْحَسَنُ يَجِيءُ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ .

''امام حسن بصری رحمہ اللہ دورانِ خطبہ تشریف لاتے، تو دو رکعت پڑھتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 2/111، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا فَعَلَ الْحَسَنُ اتِّبَاعًا لِّلْحَدِيثِ، وَهُوَ رَوٰى عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا الْحَدِيثَ .

''حسن بصری رحمہ اللہ نے یہ کام حدیث کے اتباع میں کیا ہے۔ آپ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے راوی بھی ہیں۔'' (سنن التّرمذي، تحت الحديث : 511)

⑤ محمد بن یحییٰ بن ابو عمر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُيَيْنَةَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ إِذَا جَاءَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، وَيَأْمُرُ بِهٖ .

''سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ خطبہ کے دوران آتے، تو دو رکعت ادا فرماتے اور اس کا حکم بھی دیتے تھے۔'' (سنن التّرمذي، تحت الحديث : 511)

امام ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید مقری، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام اسحٰق بن راہویہ رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل تھے۔ (سنن التّرمذي، تحت الحديث : 511)

خطبا کو چاہیے کہ وہ دورانِ خطبہ دو رکعت پڑھے بغیر بیٹھنے والے شخص کو حکم دیں کہ اُٹھ کر دو رکعت پڑھ لے، نیز پڑھنے والے کو روک کر اس آیت کا مصداق نہ بنیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿اَرَءَ یْتَ الَّذِي یَنْهٰی ❁ عَبْدًا إِذَا صَلّٰی﴾(العلق : ۹۔۱۰)

''نماز سے روکنے والے کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَلَا صَلَاةَ وَلَا كَلَامَ، حَتّٰى يَفْرُغَ الْإِمَامُ.

''جب آپ میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو اور امام منبر پر ہو، تو امام کے فارغ ہونے تک نہ نماز ہے اور نہ کلام۔''

(المُعجم الكبير للطّبراني : 13708)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔

① یحییٰ بن عبداللہ بابلتی ''ضعیف'' ہے۔

② ایوب بن نہیک ''ضعیف و منکر الحدیث'' ہے۔

❁ امام ابو زرعہ رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' اور امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ''ضعیف الحدیث'' کہا ہے۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم :259/1)

❁ اس حدیث کے بارے میں حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هُوَ غَرِيبٌ ضَعِيفٌ .

''یہ روایت منکر وضعیف ہے۔''

(البدر المنير : 690/4)

۞ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ نے ''غریب (منکر)'' کہا ہے۔

(نصب الراية : 201/2)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

۞ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا .

''استطاعت وقدرت کے باوجود قربانی نہ کرنے والا ہماری عید گاہوں کے قریب نہ پھٹکے۔''

(مسند الإمام أحمد : 321/2، سنن ابن ماجه : 3123، المستدرك للحاكم : 390/2)

جواب: یہ روایت مرفوعاً ضعیف ومنکر ہے۔ عبداللہ بن عیاش قتبانی ضعیف ہے۔

۞ امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِالْمَتِينِ .

''یہ پختہ کار راوی نہیں، (منکر روایات بیان کر دیتا ہے)۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : 126/5)

۞ امام ابن یونس رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

(الإكمال لابن ماكولا : 72/6، تهذيب التّهذيب : 351/5)

۞ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ مَعْرُوفًا بِالثِّقَةِ .

''یہ ثقہ نہیں ہے۔''

(المحلّٰی بالآثار : 8/6)

❁ اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(الفروسية لابن القيم، ص 200، كتاب الفروع لابن مفلح : 309/2)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اس روایت پر جرح کی ہے۔

(المحلّٰی بالآثار : 7/6)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اُخْتُلِفَ فِي رَفْعِهٖ وَوَقْفِهٖ وَالْمَوْقُوفُ أَشْبَهُ بِالصَّوَابِ قَالَهُ الطَّحَاوِيُّ وَغَيْرُهٗ وَمَعَ ذٰلِكَ فَلَيْسَ صَرِيحًا فِي الْإِيجَابِ .

''اس حدیث کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہے، اس کا موقوف ہونا راجح ہے، جیسا کہ امام طحاوی وغیرہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ قربانی کے وجوب پر صراحت نہیں کرتی۔''

(فتح الباري : 3/10)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس روایت کا موقوف ہونا ہی صحیح قرار دیا ہے۔

(عِلَل الدارقطني : 2023)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْأَغْلَبُ عِنْدِي فِي هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّهٗ مَوْقُوفٌ عَلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ .

''میرے نزدیک صواب یہی ہے کہ یہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت ہے۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 191/23)

تنبیہ:

یہ روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بسند صحیح ثابت ہے۔

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : 191/23)

مگر اس سے قربانی کا واجب ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

(سوال): درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ ایک صحابی سے مروی ہے:

كُنْتُ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : فَأَمَرَنَا نَجْمَعُ لِكُلِّ رَجُلٍ مِنَّا دِرْهَمًا، فَاشْتَرَيْنَا أُضْحِيَّةً بِسَبْعَةِ الدَّرَاهِمِ، فَقُلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، لَقَدْ أَغْلَيْنَا بِهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ أَفْضَلَ الضَّحَايَا أَغْلَاهَا، وَأَسْمَنُهَا وَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ رَجُلٌ بِرِجْلٍ، وَرَجُلٌ بِرِجْلٍ، وَرَجُلٌ بِيَدٍ، وَرَجُلٌ بِيَدٍ وَرَجُلٌ بِقَرْنٍ، وَرَجُلٌ بِقَرْنٍ، وَذَبَحَهَا السَّابِعُ، وَكَبَّرْنَا عَلَيْهَا جَمِيعًا .

”ہم سات بندے تھے، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم سب درہم جمع کریں، تو ہم نے سات درہم میں ایک قربانی خریدی، ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں یہ قربانی بہت مہنگی ملی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: افضل قربانی وہ ہے، جو مہنگی ہو اور فربہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے (ہم میں

سے) ایک شخص نے جانور کی ایک ٹانگ پکڑی، دوسرے نے دوسری ٹانگ پکڑی، تیسرے نے اگلی ایک ٹانگ پکڑی، چوتھے نے اگلی دوسری ٹانگ پکڑی، پانچویں نے ایک سینگ پکڑا، چھٹے نے دوسرا سینگ پکڑا اور ساتویں شخص نے اس جانور کو ذبح کیا، ہم سب نے اکھٹے جانور پر تکبیر پڑھی۔''

(مسند الإمام أحمد : 424/3)

جواب: سند سخت ضعیف ہے۔

① بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کرتے تھے، لہٰذا سند کے آخر تک سماع کی تصریح چاہیے، جو کہ یہاں نہیں ہے۔

②،③ ابوالاشد/ابوالاسد سلمی اور ان کے والد مجہول ہیں۔

۞ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُو الْأَسَدِ لَمْ أَجِدْ مَنْ وَثَّقَهُ، وَلَا جَرَّحَهُ، وَكَذٰلِكَ أَبُوهُ .

''ابوالاسد کی توثیق یا جرح مجھے نہیں ملی، اس کا والد بھی اسی طرح ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 21/4)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَبُو الْأَشَدِّ وَأَبُوهُ لَا يُعْرَفَانِ .

''ابوالاشد اور ان کے والد غیر معروف ہیں۔''

(اتحاف المهرة : 814/16)

④ عثمان بن زفر جہنی مجہول الحال ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات : ۸/۴۵۳'' میں ذکر کیا ہے۔

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ والے دن فرمایا:

مَنْ كَانَ ذَبَحَ، أَحْسِبُهُ قَالَ : قَبْلَ الصَّلاةِ، فَلْيُعِدْ ذِبْحَتَهُ .

''جس نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر دی، وہ (نماز کے بعد) دوبارہ قربانی کرے (''نماز سے پہلے'' کے الفاظ میں راوی کو شک ہے)۔''

(مسند البزّار [كشف الأستار] : 1205)

(جواب): روایت ضعیف ہے۔

① محمد بن مرداس انصاری ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات: ۹/ ۱۰۷'' میں ذکر کیا ہے۔

❀ اسے امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(عِلل الحديث : 2618)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ''مجہول'' کہا ہے۔

(ميزان الاعتدال : 32/4)

② بکر بن سلیمان کے حالات زندگی نہیں ملے۔